سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حسب ونسب: ابوطالب اور زبیر بن عبدالمطلب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا، جب کہ حضرت حمزہ آپ کے سوتیلے چچا تھے۔ بنومخزوم سے تعلق رکھنے والی فاطمہ بنت عمرو آپ کی دادی تھیں۔ حضرت حمزہ کی والدہ کا نام ہالہ بنت اہیب (یا وہیب) تھا۔ دونوں خواتین آپ کے دادا عبدالمطلب کے نکاح میں آنے والی سات بیبیوں میں شامل تھیں۔ مقوم (یا عبدالکعبہ) اور حجل (اصل نام: مغیرۃ) حضرت حمزہ کے سگے بھائی، جب کہ حضرت صفیہ بن عبدالمطلب ان کی سگی بہن تھیں۔ ہالہ بنت اہیب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب کی چچازاد بہن تھیں، عبدمناف دونوں کے دادا تھے۔ حضرت قریش سے تعلق رکھنے کی وجہ سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب قریشی اور اپنے دادا ہاشم بن عبدمناف کی نسبت سے ہاشمی کہلاتے ہیں۔ حضرت حمزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار (یا دو: ابن عبدالبر) برس بڑے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد سب سے پہلے ابولہب کی باندی ثویبہ نے اپنے بیٹے مسروح کے ساتھ آپ کو دودھ پلایا، قبل ازیں وہ حضرت حمزہ کی رضاعت کر چکی تھی اور آپ کے بعد حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کی دودھ پلائی بھی اس کے ذمہ آئی۔ اس طرح آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد اور مسروح رضاعی بھائی ہوئے۔ ابوعمارہ اور ابویعلیٰ حضرت حمزہ کی کنیتیں تھیں۔ حضرت حمزہ کا قد میانہ تھا۔

عبدالمطلب کی نذر: چاہ زمزم کی دوبارہ کھدائی کے وقت آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے نذر مانی تھی کہ اگر ان کے دس بیٹے ہوئے اور وہ بالغ ہو کر ان کی حفاظت کرنے کے قابل ہو گئے تو ان میں سے ایک کو کعبہ

کے پاس قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب حارث، زبیر، حجل، ضرار، مقرم، ابولہب، عباس، حمزہ، ابوطالب اور عبداللہ جوان ہوئے تو انھوں نے ان کو اپنی نذر کے بارے میں بتایا۔ ان کی آمادگی کے بعد قربانی کے لیے پیش کیے جانے والے بیٹے کا فیصلہ کرنے کے لیے انھوں نے ہبل بت کے سامنے رکھے ہوئے قرعہ اندازی کے سات پیالوں سے مدد لی۔ سب سے چھوٹے اور محبوب ترین بیٹے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کا نام نکلا تو قریش کے اصرار پر ایک کاہنہ سجاح کی مدد لی گئی۔ اس کی تجویز پر بیٹے کے بجاے سو اونٹوں کا فدیہ دیا گیا۔ دوسری روایت کے مطابق عبدالمطلب کے بارہ یا تیرہ بیٹے ہوئے۔

عبدالمطلب کی بنوزہرہ سے رشتہ داری: عبدالمطلب ایک دفعہ یمن کے سفر پر گئے تو راستے میں ایک یہودی عالم نے ان کے ہاتھ (نتھنے: ابن جوزی) دیکھ کر بتایا کہ آپ کے ہاتھوں میں نبوت وحکومت کے آثار ہیں، لیکن ان کا تعلق قبیلۂ بنوزہرہ سے ہے۔ آپ مکہ جا کر کسی زہریہ سے شادی کر لیں، چنانچہ انھوں نے بنوزہرہ کی ہالہ بنت وہب سے نکاح کر لیا۔ ان سے حضرت صفیہ اور حضرت حمزہ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب کے چھوٹے بیٹے عبداللہ کی شادی بنوزہرہ ہی کی آمنہ بنت وہب سے ہوئی۔ ان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ ہالہ کی عبدالمطلب سے اور آمنہ کی ان کے بیٹے عبداللہ سے شادی ایک ہی روز ہوئی (مستدرک حاکم، رقم ۴۸۷۷)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جنگ فجار: عام الفیل کے بیس سال بعد ۵۸۸ء میں چوتھی اور آخری جنگ فجار ہوئی۔ زبیر بن عبدالمطلب نے بنوہاشم کی نمایندگی کی۔ ابوطالب بن عبدالمطلب، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت عباس بن عبدالمطلب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنوہاشم کے دستے میں شامل تھے۔ آپ اپنے چچاؤں اور اہل قبیلہ کو تیر پکڑاتے جاتے تھے۔ عکاظ کے مقام پر لڑی جانے والی اس جنگ میں قریش اور اس کے اتحادی کنانی قبائل کو بنوقیس پر فتح حاصل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے چچاؤں کے ساتھ جنگ فجار میں حصہ لیا اور اس میں تیر اندازی کی۔ اس شرکت پر مجھے کوئی پشیمانی نہیں۔

حضرت خدیجہ کا پیام: نوجوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ میں نیک نامی اور امانت کے چرچے ہوئے تو حضرت خدیجہ نے نفیسہ بنت منیہ کو پیغام بر بنا کر آپ کی طرف بھیجا۔ اس وقت حضرت خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے، صحیح روایت کے مطابق تب ان کے والد خویلد بن اسد وفات پا چکے تھے۔ یہ مقدس رشتہ طے ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچاؤں ابوطالب، حضرت حمزہ اور خاندان کے دوسرے بزرگوں کے ساتھ سیدہ خدیجہ کے مکان پر آئے۔ آپ

کے سر پرست اور چچا ابو طالب نے وہ مختصر خطبہ پڑھا جو ادب عربی کا حصہ بن گیا ہے۔ پانچ سو درہم (یا بیس اونٹ) مہر کے عوض یہ نکاح انجام پایا۔ یہ بعثت سے پندرہ سال پہلے ۲۵ عام الفیل کا سن تھا، آپ کی عمر مبارک پچیس برس اور ام المومنین خدیجہ کی چالیس سال تھی۔

اقربا کو دعوت: جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے حکم ہوا: 'وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ'، ''اپنے قریبی رشتہ داروں کو خبردار کرو'' (الشعراء ۲۶: ۲۱۴) تو حضرت علی کو دعوت کی تیاری کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تمام بنو عبد المطلب کو جمع کر لینا تاکہ میں ان تک اپنی بات پہنچا سکوں۔ آپ کے چچا ابو طالب، حضرت حمزہ، حضرت عباس اور ابولہب سمیت چالیس کے قریب آدمی اکٹھے ہوئے، سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد آپ بات شروع کرنے لگے تھے کہ ابولہب مہمانوں کو لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے فرمایا: علی، کل پھر یہی اہتمام ہو، اس شخص نے مجھے بات نہیں کرنے دی۔ اگلے دن خورونوش کے بعد آپ نے فرمایا: اے بنو کعب بن لؤی، اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو؛ اے بنو ہاشم، اپنے آپ کو دوزخ سے بچا لو؛ اے بنو عبد المطلب، اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ میں تمھارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں دین حق کی طرف بلاؤں۔ تم میں سے کون اس کام میں میرا مددگار بنے گا؟ حضرت علی کہتے ہیں کہ سب خاموش رہے تو میں نے آپ کے ساتھ تعاون کرنے کا اعلان کیا، حالاں کہ میں ان سب سے چھوٹا تھا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ابولہب کی ایذا رسانی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب آپ کا پڑوسی تھا۔ وہ اپنے گھر کا پاخانہ اور گندگی آپ کے دروازے پر پھینک دیتا تھا۔ آپ صرف اتنا فرماتے: اے بنو عبد المطلب، تم کیسے ہم سایے ہو؟ ایک روز حضرت حمزہ نے اسے ایسا کرتے دیکھ لیا تو پاخانہ اٹھا کر ابولہب کے سر پر ڈال دیا۔ وہ سر جھاڑتا جاتا اور کہتا جاتا: صابی، احمق۔ ابولہب پھر خود یہ حرکت کرنے سے باز آ گیا، تاہم اس طرح کے لوگوں کے ساتھ مل کر سازشیں کرتا رہا۔

قبول اسلام: حضرت حمزہ بن عبد المطلب ۶ نبوی (۵ نبوی: ابن جوزی، ۲ نبوی: ابن عبد البر، ابن اثیر) میں ایمان لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تھے کہ ابوجہل کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس نے آپ کو برا بھلا کہا، گالی گلوچ کی اور دین اسلام کا استہزا کیا۔ جواب میں آپ خاموش رہے۔ عبد اللہ بن جدعان کی باندی اپنے گھر بیٹھی سن رہی تھی۔ ابوجہل صفا سے کعبہ کے پاس قریش کی منعقدہ بیٹھک میں آ بیٹھا۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب شکار سے واپسی پر گلے میں کمان لٹکائے آ گئے۔ ان کا طریقہ تھا، شکار کرنے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے، قریش کی مجلس میں بیٹھتے، حاضرین سے سلام دعا اور گپ شپ کرتے۔ اس کے بعد ہی وہ گھر لوٹتے۔ گھر

کے راستے میں انھیں عبداللہ بن جدعان کی باندی ملی اور کہا: اے ابوعمارہ، کاش! آپ دیکھ لیتے، آپ کے بھتیجے محمد نے ابوالحکم بن ہشام کا کیسا سلوک برداشت کیا۔ اس نے انھیں سب وشتم کیا اور ایذا پہنچائی، لیکن وہ چپ رہے۔ حضرت حمزہ کو سخت غصہ آیا، غیظ وغضب سے پر دوڑتے دوڑتے ابوجہل کے پاس پہنچ گئے اور کمان اس کے سر پر دے ماری۔ اس کا سر پھاڑ کر بولے: میں نے بھی محمد کا دین اختیار کر لیا ہے اور انھی باتوں کا قائل ہو گیا ہوں جو وہ کہتے ہیں۔ مجھے روک سکتا ہے تو روک لے۔ ابوجہل کے قبیلے بنومخزوم کے لوگ اس کی حمایت میں کھڑے ہوئے تو اس نے خود انھیں روک دیا اور کہا: ابوعمارہ کا غصہ بجا ہے، میں نے اس کے بھتیجے کو بہت برا کہا ہے۔ قبول اسلام کے بعد حضرت حمزہ گھر گئے تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ تم قریش کے سردار ہو کر اس دین کو مان آئے ہو جس کے ہدایت ہونے پر تمھارا پورا یقین نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سمجھایا اور تسلی دی تو وہ مطمئن اور پر یقین ہو گئے۔ حضرت حمزہ کے مسلمان ہونے کے بعد مکہ کے اہل ایمان کو بڑی تقویت ملی۔ مختلف قبائل اسلام کی طرف مائل ہونے لگے (مستدرک حاکم، رقم ۴۸۷۸)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بھی قبول ہوئی کہ اے اللہ، میرے محبوب چچاؤں حمزہ اور عباس کے ذریعے سے مجھے طاقت دے۔ ان دونوں کے علاوہ آپ کا کوئی چچا اسلام نہ لایا۔

۶ / نبوی میں حضرت عمر اپنی مسلمان ہونے والی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب اور مسلم بہنوئی حضرت سعید بن زید کی سر پھٹول کرنے کے بعد شرمندہ ہوئے۔ ان کو مائل بہ ایمان دیکھ کر حضرت خباب بن ارت دار ارقم لے آئے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت حمزہ اور دیگر مخلص اہل ایمان جمع تھے۔ حضرت عمر نے دروازہ کھٹکھٹایا، ایک صحابی نے آپ کو بتایا کہ عمر گلے میں تلوار لٹکائے کھڑے ہیں۔ حضرت حمزہ بولے: ان کو آنے دیں، اگر بھلا چاہیں گے تو ہم جی جان سے تعاون کریں گے اور اگر ارادہ برا ہوا تو انھی کی تلوار سے ان کا کام تمام کر دیں گے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کی طرف بڑھے اور ان کی چادر زور سے کھینچ کر بولے: ابن خطاب، کیسے آئے ہو؟ حضرت عمر نے ایمان لانے کا اعلان کیا تو آپ نے زور سے 'اللہ اکبر' کا نعرہ بلند کیا۔ حضرت عمر حضرت حمزہ کے مسلمان ہونے کے تین دن بعد ایمان لائے۔ انھوں نے ایمان قبول کرتے ہی کہا: یا رسول اللہ، کیا ہم حق پر نہیں؟ تو پھر ہم کیوں چھپ چھپ کر جییں؟ اس کے بعد مسلمان دو صفیں بنا کر حرم میں پہنچے: ایک میں حضرت عمر اور دوسری میں حضرت حمزہ تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا علانیہ طواف کیا اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔

حضرت حمزہ کے ایمان لانے کے بعد ہی حضرت عبداللہ بن مسعود نے مقام ابراہیم پر، جہاں قریش کی بیٹھک جمی ہوئی تھی، بلند آواز میں سورۂ رحمٰن تلاوت کرنے کی ہمت کی۔ یہ الگ بات ہے کہ قریش نے مار پیٹ کر ان کا منہ سجا دیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

شعب ابوطالب: متعدد مسلمانوں کے حبشہ ہجرت کر جانے اور حضرت حمزہ کے ایمان لانے کے بعد مشرکین کو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت روکنے کا اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہ سوجھا کہ مسلمانوں کا معاشی بائیکاٹ کیا جائے۔ چنانچہ تمام رؤساے قریش نے اہل ایمان کے سماجی مقاطعہ کا معاہدہ تحریر کیا اور اس پر دستخط ثبت کر کے کعبہ میں لٹکا دیا۔ مسلمان تین سال شعب ابوطالب میں محصور رہے، قریش نے ان کی غلہ و حاجات ضروریہ کی رسد روک رکھی تھی۔ ایک بار حضرت خدیجہ کے بھتیجے حکیم بن حزام اپنی پھوپھی کے لیے گندم لے کر جا رہے تھے کہ ابوجہل نے دیکھ لیا۔ اس نے انھیں روکنا چاہا تو ابوالبختری بن ہشام نے ٹوکا۔ اس پر ان دونوں میں لڑائی مار کٹائی ہو گئی۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب پاس کھڑے دیکھ رہے تھے۔

رویت جبریل: حضرت حمزہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: مجھے حضرت جبریل علیہ السلام اپنی اصل شکل میں دکھا دیں۔ آپ نے فرمایا: آپ ان کو دیکھ نہ سکیں گے۔ انھوں نے اصرار کیا تو آپ نے دکھایا کہ حضرت جبریل کعبہ کی اس لکڑی پر اترے جس پر طواف کرنے والے اپنے کپڑے لٹکا دیتے ہیں۔ ان کے پاؤں سبز زمرد کی طرح تھے۔ حضرت حمزہ انھیں دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہجرت مدینہ: ساکنان مکہ کو ہجرت کا اذن ہوا تو حضرت حمزہ بھی شہر نبی پہنچ گئے۔ ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق حضرت حمزہ، حضرت زید بن حارثہ، حضرت حمزہ کے حلیف حضرت ابومرثد کناز بن حصین، ان کے بیٹے مرثد، حضرت انسہ اور حضرت ابوکبشہ قبا میں بنو عمرو بن عوف کے حضرت کلثوم بن ہدم کے ہاں ٹھیرے۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ سب حضرات حضرت سعد بن خیثمہ کے مہمان ہوئے۔ تیسری روایت بتاتی ہے کہ حضرت حمزہ نے بنونجار کے حضرت اسعد بن زرارہ کے ہاں قیام کیا۔ مسجد نبوی تعمیر ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ، حضرت جعفر اور حضرت علی کے گھر اپنے گھر کے ساتھ تعمیر کرائے، حالاں کہ حضرت جعفر ابھی حبشہ سے نہ لوٹے تھے۔ ان اصحاب کے گھروں کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے جو بعد میں آپ نے اللہ کے حکم سے بند کرا دیے۔ آپ نے فرمایا: ''اس مسجد میں کوئی دریچہ کھلا نہ رہنے پائے، سواے دریچۂ ابوبکر کے'' (بخاری، رقم ۴۶۷۔ مسلم، رقم ۶۲۴۵)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا بڑا دروازہ ہی مسجد کے اندر تھا، اسے بند کرنا ممکن نہ تھا۔

مواخات: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف آوری کے بعد حضرت انس بن مالک کے گھر میں پینتالیس (یا پچاس) مہاجرین اور اتنی ہی تعداد انصار کی جمع کی اور ان میں باہمی مواخات قائم فرمائی۔ سب سے پہلے آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر انھیں اپنا اسلامی بھائی بنایا۔ آپ نے ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی قرار دینے کے

ساتھ کچھ مہاجرین میں باہمی مواخات بھی قرار فرمائی۔ آپ نے اپنے آزاد کردہ حضرت زید بن حارثہ کو حضرت حمزہ کا مومن بھائی قرار دیا۔ اسی بنا پر حضرت حمزہ نے جنگ احد میں اپنی شہادت کی صورت میں حضرت زید کے حق میں وصیت کی۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ شروع سے حضرت زید کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔

سریۂ حمزہ بن عبدالمطلب: رمضان ۱ھ (۶۲۳ء) ہجرت مدینہ کے سات (دوسری روایت: بارہ) ماہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو سفید علم عطا کر کے ساحل سمندر (سیف البحر) کی طرف عیص کے مقام پر بھیجا جو قریش کی شام سے تجارت کے راستے پر واقع تھا۔ تیس مہاجر صحابہ ان کے ساتھ تھے۔ ان میں ایک بھی انصاری نہ تھا۔ ساحل پر ان کا سامنا ابوجہل کے قافلے سے ہوا جو مکہ کے تین سو گھڑ سواروں کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ مجدی بن عمرو دونوں فریقوں کا حلیف تھا، اس نے ان میں بیچ بچاؤ کرا دیا اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔ زہری، موسیٰ بن عقبہ اور واقدی کا کہنا ہے کہ یہ تاریخ اسلامی کا پہلا سریہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پرچم حضرت حمزہ کے سپرد فرمایا، وہ آپ کا عطا کردہ پہلا جنگی پرچم تھا۔ اسے حضرت ابومرثد نے تھامے رکھا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ شوال ۱ھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساٹھ (یا اسی) مہاجرین کا ایک دستہ ترتیب دیا اور حضرت عبیدہ بن حارث کی قیادت میں اسے بطن رابغ جانے کا حکم دیا۔ حضرت عبیدہ کو آپ نے جو پرچم عنایت کیا، وہ پہلا اسلامی پرچم تھا۔ زہری کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت حمزہ کو سیف البحر (ساحل) کی طرف بھیجا، پھر غزوۂ ابوا میں تشریف لے گئے، وہاں سے آپ لوٹے تو حضرت عبیدہ بن حارث کو روانہ فرمایا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ کے سریے ایک ساتھ روانہ کیے گئے تھے، اس لیے اس باب میں اہل تاریخ میں اختلاف رونما ہو گیا۔ ہم نے اہل علم سے جو سماع کیا، اس کے مطابق حضرت عبیدہ بن حارث پہلے پرچم بردار تھے۔ حضرت حمزہ کی طرف منسوب کچھ اشعار میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ انھیں پہلا علم اسلامی بلند کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اگر یہ اشعار واقعی حضرت حمزہ کے ہیں تو ان کا دعویٰ سچ ہی ہوگا، لیکن افسوس کہ عربی شاعری کے اکثر علما ان کی طرف اشعار کی نسبت درست نہیں مانتے:

فما برحوا حتى انتدبت لغارة　　لهم حيث حلوا أبتغي راحة الفضل

''مشرکین اپنے کفر پر قائم رہے، یہاں تک کہ میں ان کے پڑاؤ کرنے کی جگہ چھاپا مارنے لپکا، مجھے فضیلت و سبقت کی تمنا تھی۔''

بأمر رسول الله، أول خافق　　عليه لواء لم يكن لاح من قبلي

''یہ رسول اللہ کے حکم سے ہوا، اس سریہ پر پہلا پرچم پھڑ پھڑا رہا تھا جو مجھ سے پہلے نمودار نہ ہوا تھا۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

لواء لديه النصر من ذي كرامة　　إلـه عـزيـز فعلـه أفـضـل الـفعل

''یہ پرچم ایسا تھا کہ اللہ عزیز ومقتدر کی مدد ساتھ تھی جو ایسا زبردست الٰہ ہے جس کا کرنا سب سے خوب کرنا ہے۔''

ابن حجر نے دونوں روایتوں میں یوں تطبیق کی کہ پرچم کے لیے عربی میں دو لفظ 'رایہ' اور 'لواء' آتے ہیں۔ عبیدہ کے لیے 'رایہ' اور حمزہ کے لیے 'لواء' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ممکن ہے، دونوں کی اولیت اس خاص نام کے حوالے سے درست ہو۔ بیہقی کا خیال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش کو سرایا کے سلسلے کا پہلا امیر مقرر فرمایا۔

غزوۂ ودان یا غزوۂ ابوا: ۱۲؍ ربیع الاول ۲ھ (جون ۶۲۳ء) ہجرت کے بارھویں ماہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلے کا تعاقب کرنے کے لیے فرع کے گاؤں ودان روانہ ہوئے، ابوا یہاں سے چھ میل دور واقع ہے۔ آپ کا سفید علم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے بلند کر رکھا تھا۔ قریش سے مقابلہ تو نہ ہوا، تاہم بنوضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو سے معاہدۂ صلح طے ہو گیا۔ ابن سعد کہتے ہیں: غزوۂ ودان ہی غزوۂ ابوا ہے۔

غزوۂ ذوالعشیرہ: جمادی الاولیٰ ۲ھ (اکتوبر ۶۲۳ء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کو جانے والے قریش کے قافلے کو روکنے کے لیے مدینہ سے سو میل دور مکہ کی جانب ینبع کے قریب واقع مقام عشیرہ (یا ذوالعشیرہ) تک پہنچے۔ ڈیڑھ سو یا دو سو مہاجرین آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کا پرچم حضرت حمزہ نے اٹھا رکھا تھا۔ اس مہم میں کسی جنگ کی نوبت نہ آئی، البتہ بنومدلج اور بنوضمرہ کے حلیف قبائل سے صلح ہو گئی۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

غزوۂ بدر سے پہلے ہونے والے سرایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو اس لیے شامل نہیں فرمایا، کہ انھوں نے آپ سے عہد کیا تھا کہ ہم اپنے گھر میں آپ کی حفاظت کریں گے۔

جنگ بدر: ۱۷؍ رمضان ۲ھ (۱۳؍ مارچ ۶۲۴ء) کو بدر کے میدان میں کفر و اسلام کا فیصلہ کن معرکہ ہوا۔ ۳؍ رمضان کو تین سو سے زائد مسلمان مدینہ سے چلے تو ان کے پاس محض ستر اونٹ تھے جن پر وہ باری باری سوار ہوتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی اور حضرت ابولبابہ باری باری ایک اونٹ پر سوار ہوتے رہے، روحا کے مقام پر پہنچ کر آپ نے حضرت ابولبابہ کو مدینہ کا عامل مقرر کر کے واپس بھیج دیا تو حضرت مرثد غنوی آپ کے شریک سفر بن گئے۔ حضرت حمزہ، حضرت زید بن حارثہ، حضرت ابوکبشہ اور حضرت انسہ نے ایک اونٹ پر باری لی۔ میدان جنگ میں حضرت علی نے مہاجرین کا پرچم اٹھایا، جب کہ حضرت سعد بن عبادہ نے انصار کا پرچم تھاما۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے کہا: مشرکوں کی فوج کے قریب کھڑے حمزہ سے پوچھو، کون ہے جو سرخ اونٹ پر پھر رہا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے جو اپنی فوج کو جنگ سے باز رہنے کی اپیل کر رہا ہے (مسند احمد، رقم ۹۴۸)۔

سب سے پہلے اسود بن عبدالاسد مخزومی نکلا اور بولا: میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا یا اسے ڈھاؤں گا یا اس کے پاس مر جاؤں گا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اس کا مقابلہ کرنے آئے اور تلوار کا وار کر کے اس کی آدھی پنڈلی کاٹ پھینکی۔ وہ کمر کے بل گرا اور اپنی قسم پوری کرنے کے لیے حوض میں جا گرا۔ حضرت حمزہ نے اس کا پیچھا کیا اور ایک اور وار کر کے حوض کے اندر اس کا خاتمہ کر دیا۔

ابوجہل نے صلح کی بات کرنے پر طعن و تشنیع کی تو عتبہ، اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اس کا بیٹا ولید بن عتبہ آگے بڑھے اور دعوت مبارزت (duel) دی۔ انصار میں سے حضرت عوف بن عفرا، حضرت معوذ بن عفرا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ان کا سامنا کرنے آئے تو پوچھا: تم کون ہو؟ بتایا: گروہ انصار۔ عتبہ بولا: ہمارا تم سے کوئی مطلب نہیں۔ پھر ایک مشرک نے آواز دی: اے محمد، ہماری قوم کے، ہم سے برابر کی چوٹ رکھنے والوں کو بھیجو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پسند نہ کیا کہ قریش کی پہلی ٹکر انصار سے ہو۔ آپ پکارے: اے بنی ہاشم، اٹھ کر مقابلہ کرو، اٹھو، حمزہ! اٹھو، عبیدہ بن حارث، اٹھو، علی! تینوں نکل کر آئے تو عتبہ نے ان کے نام پوچھے، کیونکہ جنگی لباس پہننے کی وجہ سے وہ پہچانے نہ جاتے تھے۔ حضرت حمزہ نے کہا: میں شیر خدا اور شیر رسول حمزہ بن عبدالمطلب ہوں۔ حضرت علی نے کہا: میں بندۂ خدا اور برادر رسول علی بن ابوطالب ہوں۔ حضرت عبیدہ نے کہا: میں حلیف رسول عبیدہ بن حارث ہوں۔ عتبہ بولا: اب برابر کے، صاحب شرف لوگوں سے جوڑ پڑا ہے۔ اولاً اس نے اپنے بیٹے ولید کو بھیجا، حضرت علی اس کے مقابلے پر آئے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ ولید کا وار خالی گیا، جب کہ حضرت علی نے ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر عتبہ خود آگے بڑھا اور حضرت حمزہ اس کا سامنا کرنے نکلے۔ ان دونوں میں بھی دو ضربوں کا تبادلہ ہوا اور عتبہ جہنم رسید ہوا۔ اب شیبہ کی باری تھی، حضرت عبیدہ بن حارث سے اس کا دو بدو مقابلہ ہوا، دونوں نے ایک دوسرے پر کاری ضربیں لگائیں۔ حضرت عبیدہ کی پنڈلی پر تلوار لگی اور ان کا پاؤں کٹ گیا۔ جنگی روایت کے مطابق حضرت حمزہ اور حضرت علی فاتح ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھی کی مدد کر سکتے تھے۔ دونوں پلٹ کر شیبہ پر پل پڑے، اسے جہنم رسید کیا اور زخمی حضرت عبیدہ کو اس حال میں اٹھا کر لے آئے کہ ان کی ٹانگ کی نلی سے گودا بہ رہا تھا۔ ان کی شہادت اسی زخم سے ہوئی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.almawrid.org

ابن اسحق، طبری، ابن اثیر اور ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت حمزہ کا روبرو مقابلہ شیبہ سے ہوا اور انھوں ہی نے شیبہ کو جہنم رسید کیا۔ اس طرح عتبہ اور حضرت عبیدہ میں دوبدو جنگ ہوئی جس میں دونوں زخمی ہوئے۔ پھر حضرت علی اور حضرت حمزہ نے مل کر عتبہ کو انجام تک پہنچایا۔ ابن سعد کی روایت اس کے برعکس ہے، ان کا کہنا ہے کہ روبرو

مقابلے کے بعد حضرت حمزہ نے عتبہ کو قتل کیا، جب کہ شیبہ نے حضرت عبیدہ کا سامنا کیا۔ خلاف اکثریت ہونے کے باوجود اس روایت کو ترجیح دینا پڑتی ہے، کیونکہ یہ حقائق سے زیادہ موافقت رکھتی ہے۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہ سے بدلہ لینے کی قسم اس لیے کھائی تھی، کہ اس کا باپ انھی کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ چنانچہ اگلے برس جنگ احد ہوئی اور حضرت حمزہ حبشی غلام وحشی کا نیزہ لگنے کے بعد شہید ہوئے تو اسی انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے ہند نے ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ چبایا اور پھر اگل دیا۔ سنن ابوداؤد میں ایک تیسری ترتیب مذکور ہوئی ہے۔ حضرت علی خود روایت کرتے ہیں کہ ''حمزہ عتبہ کی طرف بڑھے اور میں (علی) نے شیبہ کا سامنا کیا۔ عبیدہ اور ولید میں دو ضربوں کا تبادلہ ہوا، دونوں نے ایک دوسرے کو شدید زخمی کر کے گرا دیا۔ پھر حمزہ نے اور میں نے ولید کو قتل کیا اور عبیدہ کو اٹھا لائے'' (رقم ۲۶۶۵)۔

جنگ بدر کے دن حضرت حمزہ نے حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ مل کر ابوسفیان کے ایک بیٹے حنظلہ کو قتل کیا اور دوسرے بیٹے عمرو کو قید کر لیا۔ انھوں نے طعیمہ بن عدی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں دینے والے ابوقیس بن فاکہ کو جہنم واصل کیا۔ نبیہ بن حجاج کو حضرت حمزہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے مل کر قتل کیا۔ ابن ہشام کی روایت کے مطابق ابوقیس بن ولید بھی حضرت حمزہ کے ہاتھوں انجام کو پہنچا۔ عتیب بن زمعہ حضرت حمزہ اور حضرت علی کی مشترکہ کاوش سے قتل ہوا۔ عائذ بن سائب بدر کے دن قید ہوا، پھر فدیہ دے کر چھوٹا، تاہم مکہ لوٹتے ہوئے دوران جنگ میں حضرت حمزہ کے لگائے ہوئے زخم سے ہلاک ہوا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

غزوۂ بدر کے روز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اپنے پرانے مشرک دوست امیہ بن خلف سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا: وہ شخص کون ہے جس نے اپنے سینے پر شترمرغ کے پر لگا رکھے ہیں؟ انھوں نے بتایا: یہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔ امیہ بولا: یہی تو ہے جس نے (آج) ہمیں بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ قریش کہتے تھے کہ آج ہمیں صفیہ بنت عبدالمطلب کے بھائی حمزہ، بیٹے زبیر بن عوام اور بھتیجے علی بن ابوطالب نے بہت نقصان پہنچایا۔

غزوۂ بدر میں قریش کے ستر افراد نے جہنم کی راہ دیکھی اور ستر ہی مسلمانوں کی قید میں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے قیدیوں کے بارے مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکر نے مشورہ دیا کہ یہ ہمارے ہی چچیرے اور بھائی بند ہیں، ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیں۔ ہمیں مال مل جائے گا اور عین ممکن ہے، اللہ انھیں ہدایت دے دے۔ حضرت عمر نے کہا: میری رائے مختلف ہے۔ میں کہتا ہوں کہ فلاں شخص میرے سپرد کر دیا جائے اور میں اس کی گردن اڑا دوں، عباس کو حمزہ کے حوالے اور عقیل علی کو سونپ دیا جائے۔ یہ ان کا سر قلم کر دیں تاکہ اللہ کو علم ہو کہ ہم قائدین کفار

سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی راے پر عمل کیا، تاہم اللہ کی طرف سے ناراضی کی آیات نازل ہوئیں: 'تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ'، ''تم دنیا کے سروسامان کی خواہش کر رہے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے'' (الانفال ۸: ۶۷)۔ پھر فدیہ قبول کرنے کی اجازت دے دی گئی (مسند احمد، رقم ۲۰۸)۔

غزوۂ بنوقینقاع: ۲ھ (۶۲۴ء) جنگ بدر کے بعد قبیلۂ بنوقینقاع کے یہود نے عہد شکنی کی۔ ایک یہودی نے ایک مسلمان عورت سے بدتمیزی کی تو ایک مسلمان نے اسے قتل کر دیا۔ جنگ کی نوبت آئی تو یہودی قلعہ بند ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا جو پندرہ دن جاری رہا۔ اس غزوہ میں بھی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب جیش اسلامی کے علم بردار تھے۔ غزوۂ بنوقینقاع کے مال غنیمت میں سے پہلی دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خمس نکالا گیا۔

حرمت خمر: حضرت علی خود روایت کرتے ہیں کہ (۲ھ میں) جنگ بدر کے بعد مال غنیمت تقسیم ہوا تو میرے حصے میں ایک اونٹنی آئی، پھر ایک اونٹنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے مجھے عطا کر دی۔ ایک دن میں نے دونوں اونٹنیاں ایک انصاری کے دروازے پر باندھیں، میں ان پر خوشبودار گھاس اذخر ڈھونا چاہتا تھا تاکہ (اسے سناروں کے ہاتھ) بیچ کر سیدہ فاطمہ کے ساتھ اپنے ولیمے کا خرچ نکالوں۔ بنوقینقاع کا ایک (یہودی) زرگر میرے ساتھ تھا۔ (اس وقت شراب حرام نہ ہوئی تھی) حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اس گھر کے اندر شراب نوشی کر رہے تھے، ایک باندی ان کے ساتھ تھی۔ وہ پکاری: او حمزہ، یہ اونچی کوہانوں والی پلی ہوئی اونٹنیاں (تو دیکھو)۔ حضرت حمزہ نے تلوار لے کر اونٹنیوں پر حملہ کر دیا، ان کی کوہانیں کاٹ ڈالیں، پہلو چیر دیے اور کلیجے نکال دیے۔ حضرت علی نے یہ ہول ناک منظر دیکھا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آئے۔ حضرت زید بن حارثہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے اپنی چادر اوڑھی اور حضرت علی اور حضرت زید کے ساتھ حضرت حمزہ کے پاس پہنچے اور سخت ناراضی کا اظہار کیا۔ حضرت حمزہ کا نشہ ابھی اترا نہ تھا، بولے: تم سب تو میرے آبا کے غلام ہو۔ آپ کو معلوم ہوا کہ وہ نشے میں ہیں تو فوراً پلٹ آئے (بخاری، رقم ۲۳۷۵۔ مسلم، رقم ۵۱۷۱۔ ابوداؤد، رقم ۲۹۸۶۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۱)۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس روایت سے پتا چلتا ہے کہ جنگ بدر کے مال غنیمت میں سے خمس نکالا گیا اور ابوعبید کی راے درست نہیں کہ خمس کا حکم غزوۂ بدر کے بعد نازل ہوا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

جنگ احد: ۱۵ (۷: ابن سعد) شوال ۳ھ (جنوری ۶۲۵ء) میں جنگ احد ہوئی۔ جنگ بدر میں ہلاک ہونے والے قریشی سرداروں کے بیٹوں نے ابوسفیان کی مالی مدد سے مسلمانوں سے بدر کی شکست کا بدلہ لینے کا پروگرام

بنایا۔ ۵رشوال کو لشکر مکہ سے روانہ ہوا تو حضرت عباس نے خط لکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی۔ آپ کا ارادہ تھا کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے، اکابر مہاجرین وانصار کا بھی یہی خیال تھا، لیکن حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت نعمان بن مالک اور انصار کی ایک جماعت نے اصرار کیا کہ یا رسول اللہ، ہمارا دشمن یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ہم اس کا دوبدو مقابلہ کرنے سے گھبرا رہے ہیں۔ جب آپ تلوار حمائل کیے ہوئے میدان جنگ چلنے کو تیار ہو گئے تو یہ اصحاب نادم ہوئے اور اپنی رائے واپس لینے کا اعلان کیا۔ آپ نے فرمایا: کسی نبی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ زرہ پہن لے اور پھر اتار دے۔ آپ نے حضرت مصعب بن عمیر کو علم سونپا، حضرت زبیر بن عوام کو رسالہ کا امیر مقرر کیا اور حضرت حمزہ کو جو پیادہ فوج کے ساتھ تھے، آگے بھیج دیا۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل احد کی گھاٹی میں جیش صحابہ کو اس طرح ترتیب دیا کہ پہاڑ آپ کے پیچھے تھا۔ میمنہ پر حضرت علی، میسرہ پر حضرت منذر بن عمرو اور قلب پر حضرت حمزہ متعین تھے۔ جنگ کا بازار گرم ہوا تو حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت ابودجانہ دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور خوب قتال کیا۔ حضرت حمزہ 'میں اسد اللہ اور اسد رسول ہوں' کا نعرہ لگاتے ہوئے دو دو تلواروں سے لڑتے رہے، جام شہادت نوش کرنے سے پہلے انھوں نے تیس مشرکوں کو ٹھکانے لگایا۔ حکیم بن حزام جنگ بدر میں مشرکوں کی جانب سے لڑ رہے تھے اور حوض کے پاس کھڑے تھے، حضرت حمزہ کی تلوار انھیں چھونے ہی لگی تھی کہ وہ اچانک ان کے سامنے سے گھسٹ کر پرے ہو گئے۔ مشرکوں کا علم بردار عثمان بن طلحہ عورتوں کی صف کے آگے رجز پڑھ رہا تھا:

إن علـى أهـل اللـواء حـقًـا   أن تخضب الصعدة أو تندقا

''پرچم اٹھانے والے کے لیے لازم ہے کہ اس کا نیزہ خون سے بھر جائے یا ٹوٹ جائے۔''

حضرت حمزہ نے اس کے کاندھے پر تلوار کا ایسا زبردست وار کیا جو اس کے کاندھے اور ہاتھ کو کاٹتا ہوا کمر تک جا پہنچا اور اس کا پھیپھڑا نظر آنے لگا۔ پھر یہ نعرہ لگاتے ہوئے پلٹے کہ میں حاجیوں کو پانی پلانے والے (عبدالمطلب) کا بیٹا ہوں۔ حضرت حمزہ (دوسری روایت: حضرت علی) نے مشرکوں کے دوسرے پرچم بردار ارطاۃ بن عبد شرحبیل کو بھی جہنم رسید کیا۔ پھر یہ پرچم یکے بعد دیگرے سات مشرکوں نے اٹھایا، لیکن باری باری ساتوں صحابہ کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے مکہ میں عورتوں کا ختنہ کرنے کی ماہر ام انمار کے بیٹے سباع بن عبدالعزیٰ کو تلوار کا وار کر کے دوزخ کی راہ دکھائی۔ یہ ان کا آخری شکار تھا۔ اسی اثنا میں جبیر بن مطعم کے غلام وحشی اسود نے انھیں تلوار لہراتے ہوئے، مشرکوں کو ٹھکانا لگاتے ہوئے دیکھا اور کہا: ان کی تلوار سے تو کوئی بھی بچ نہیں رہا۔ حضرت

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حمزہ سباع بن عبدالعزیٰ کو ٹھکانے لگا کر میدان جنگ میں آگے پیچھے حرکت کر رہے تھے کہ یکایک پھسل کر پیٹھ کے بل گرے اور زرہ ان کے پیٹ سے ہٹ گئی۔ (دوسری روایت: اپنی گری ہوئی زرہ اٹھانے کے لیے جھکے تھے)۔ وحشی نیزہ پھینکنے کا ماہر تھا، ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھا ہوا حضرت حمزہ کی نگرانی کر رہا تھا۔ اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے نیزہ تاک کر ان کے پیڑو (pelvic floor) میں دے مارا۔ وہ وحشی کی طرف لپکے، لیکن ہمت نہ ہوئی اور اٹھ نہ سکے۔ وحشی نے ان کی جان نکلنے کا انتظار کیا، پھر اپنا برچھا نکالا اور لشکر میں گم ہو گیا۔ یہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی تعبیر تھی جو آپ نے جنگ سے پہلے دیکھا تھا کہ آپ کی تلوار ذوالفقار کی دھار میں دندانہ پڑ گیا ہے۔ وحشی کے آقا جبیر بن مطعم کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں حضرت حمزہ کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ جبیر نے حضرت حمزہ کو شہید کرنے کے بدلے اسے آزاد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

جنگ احد میں ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ اور اس کی ساتھی عورتوں نے مسلمان شہدا کی لاشوں کا مثلہ کیا۔ انھوں نے شہید صحابہ کے کان ناک کاٹ ڈالے۔ اس نے ان کٹے ناک کانوں کی مالائیں اور پازیبیں بنائیں اور اپنی باندیوں اور خادماؤں میں بانٹ دیں۔ اس نے سیدنا حمزہ کے قاتل وحشی کو کٹے اعضا کے ہار اور بالیاں پیش کیں۔ ہند نے حضرت حمزہ کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبانے کی کوشش کی، لیکن نگل نہ پائی اور تھوک دیا۔ پھر وہ ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گئی اور بلند آواز میں یہ اشعار پڑھنے لگی:

نحن جزيناكم بيوم بدر والحرب بعد الحرب ذات سعر

''ہم نے تم سے بدر کے دن کا بدلہ لے لیا، پہلی جنگ کے بعد کی جانے والی دوسری جنگ زیادہ بھڑکنے والی ہوتی ہے۔''

ما كان عن عتبة لي من صبر ولا أخي و عمه و بكري

''مجھے اپنے باپ عتبہ کی طرف سے قرار تھا نہ اپنے بھائی ولید، اس کے چچا شیبہ اور اپنے پلوٹھے حنظلہ بن ابوسفیان کی طرف سے صبر تھا۔''

شفيت نفسي و قضيت نذري شفيت وحشي غليل صدري

''میں نے اپنے جی کو ٹھنڈا کیا اور اپنی نذر پوری کر لی۔ او وحشی، تو نے میرے سینے کی آگ بجھا دی۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو فرمایا: اللہ نے آگ پر حرام کر دیا ہے کہ حمزہ کا گوشت چکھ بھی سکے۔ اگر کلیجہ ہند کے پیٹ میں چلا جاتا تو اس پر بھی آگ حرام ہو جاتی۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہ کے اعضا

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سے دو کنگن، دو باز و بند اور دو پا زیبیں بنائیں، انھیں اور آپ کے کلیجے کو مکہ لے گئی۔ ابوسفیان حضرت حمزہ کے لاشے کے پاس سے گزرا تو ان کے چہرے پر نیزے کی انی چبھوئی اور کہا: او نافرمان، اپنے عمل کا مزہ چکھ لے۔ حلیس بن زبان نے دیکھ لیا اور کہا: اے بنو کنانہ، دیکھو، قریش کا سردار اپنے چچا زاد سے کیا سلوک کر رہا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: کسی کو مت بتانا، مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ میں نے مثلہ کرنے کا حکم دیا نہ روکا، پسند کیا نہ برا سمجھا، مثلہ کرنا مجھے برا لگا ہے، اچھا نہیں لگا (مسند احمد، رقم ۴۴۱۴)۔ احد کے شہدا کی اکثریت کی لاشیں قطع و برید سے سلامت نہ رہی تھیں۔ ایک حضرت حنظلہ بن ابو عامر کی نعش کا مثلہ نہ کیا گیا تھا، کیونکہ ان کا باپ مشرکوں کی صف میں شامل تھا، اس لیے اسے چھوڑ دیا گیا۔

حضرت حمزہ کی شہادت ۷ (یا ۱۵) شوال ۳ھ کو ہوئی، ان کی عمر انسٹھ برس ہوئی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ کی میت ڈھونڈنے نکلے اور فرمایا: میں نے ان درختوں کے پاس انھیں 'میں اللہ کا شیر ہوں اور اللہ کے رسول کا شیر ہوں' کے نعرے لگاتے دیکھا تھا۔ آپ نے وادی احد کے بیچ ان کی ادھڑی ہوئی لاش اس حال میں دیکھی کہ کلیجہ نکلا ہوا، ناک کان کٹے ہوئے تھے تو بہت دل گیر ہوئے اور روتے ہوئے فرمایا: اگر مجھے اپنی پھوپھی اور حمزہ کی سگی بہن صفیہ بنت عبدالمطلب کے غم کا خیال نہ ہوتا اور یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میرے بعد اسے سنت سمجھ لیا جائے گا، میں ان کی میت کو یہیں چھوڑ دیتا۔ درندے اور شکاری پرندے اسے اپنی خوراک بنا لیتے اور وہ ان کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے (ابوداؤد، رقم ۳۱۳۶۔ مستدرک حاکم، رقم ۱۳۵۱)۔ اگر اللہ مجھے کسی جنگ میں قریش پر غلبہ دیتا تو میں ان کے تیس (دوسری روایت: ستر) مردوں کا مثلہ کرتا۔ حمزہ، آپ کی شہادت سے بڑھ کر مجھ پر کوئی مصیبت آئے گی اور نہ آج سے زیادہ غیظ و غضب دلانے والا موقع ملے گا۔ آپ کے غم کو دیکھتے ہوئے (احد کے میدان میں، اسی وقت: بیہقی، فتح مکہ کے موقع پر: ترمذی، رقم ۳۱۲۹) اللہ کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں: 'وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ. وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ' ''اگر تم نے بدلہ لیا تو اتنا ہی لینا جتنی زیادتی تمھارے ساتھ کی گئی ہے۔ اور اگر تم صبر کر لو تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہت بہتر ہے۔ اور تمھیں صبر حاصل نہیں ہو سکتا، مگر اللہ ہی کے تعلق سے۔ اور تم ان چالوں سے دل تنگ نہ کرو جو کافر چل رہے ہیں'' (النحل ۱۶: ۱۲۶-۱۲۷)۔ حضرت جبریل آئے اور فرمایا: سات آسمانوں میں 'حمزة أسد الله و أسد رسوله' لکھ دیا گیا ہے (مستدرک حاکم، رقم ۴۸۸۱)۔ آپ نے حضرت حمزہ کو سید الشہدا کا لقب عطا کیا اور دعا فرمائی: چچا، اللہ آپ پر رحم کرے، آپ حد سے زیادہ صلہ رحمی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کرنے والے اور سبقت کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے حضرت زبیر بن عوام سے فرمایا: انھیں واپس لے جاؤ، یہ اپنے بھائی حمزہ کی میت سے کیا جانے والا سلوک نہ دیکھنے پائیں۔ حضرت صفیہ نے کہا: مجھے معلوم ہے، میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے۔ میں دیکھ کر صبر کروں گی اور برداشت سے کام لوں گی۔ تب آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا، دعا فرمائی اور میت کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ وہ روئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور لوٹ گئیں۔ شہداے احد کی تدفین کا مرحلہ آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان شہدا کا شاہد ہوں۔ انھیں خون میں لتھڑے ہوئے ہی دفن کر دو۔ اللہ کی راہ میں گھائل ہونے والا کوئی زخمی ایسا نہ ہوگا جو روز قیامت بہتے ہوئے خون کے ساتھ نہ اٹھایا جائے۔ رنگ تو خون کا ہوگا، لیکن خوشبو مشک کی آئے گی۔ سب سے زیادہ قرآن پڑھے ہوؤں کو آگے رکھو۔ آپ نے دو دو پاک نفسوں کو غسل دیے بغیر ایک قبر میں اتارا۔ سب سے پہلے آپ نے سات تکبیریں کہہ کر حضرت حمزہ کا جنازہ پڑھا، پھر باقی شہدا کی نماز جنازہ ادا کرنا شروع کی۔ ہر بار آپ حضرت حمزہ کی میت ساتھ رکھتے اور نماز جنازہ ادا فرماتے (مستدرک حاکم، رقم ۲۵۵۷)۔ اس طرح حضرت حمزہ کا جنازہ ستر بار پڑھا گیا۔ دوسری روایت ہے کہ آپ نو صحابہ کی میتیں اکٹھی رکھتے، دسویں حضرت حمزہ ہوتے تو ان سب کی ایک نماز جنازہ ادا کرتے۔ حضرت انس بن مالک کی روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداے احد کا جنازہ نہیں پڑھا (ابوداؤد، رقم ۳۱۳۵۔ ترمذی، رقم ۱۰۳۶۔ مسند احمد، رقم ۱۲۲۴۰۔ مستدرک حاکم، رقم ۱۳۵۲)۔ ایک روایت کے مطابق صرف حضرت حمزہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، دوسرے شہدا کا جنازہ نہ پڑھا گیا (ابوداؤد، رقم ۳۱۳۷)۔ شوافع اسی مسلک کے قائل ہیں کہ شہید کا غسل ہوتا ہے نہ جنازہ۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ان روایات کو جن میں شہداے احد کا جنازہ ادا کرنے کا ذکر ہے، ترجیح دی جائے گی، چاہے ضعیف ہوں، اس لیے کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ سید الشہدا حضرت حمزہ اور ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن جحش ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ ان کی میت کا بھی حضرت حمزہ کی طرح مثلہ کیا گیا تھا، تاہم ان کا جگر محفوظ رہا تھا۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت زبیر قبر میں اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنارے پر بیٹھ گئے۔ ایک چادر کو حضرت حمزہ کا کفن بنایا گیا جو اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں پر ڈالتے تو سر کھل جاتا (ترمذی، رقم ۹۹۷، ۱۰۱۶۔ مسند احمد، رقم ۲۱۰۷۲)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا چہرہ ڈھانک دو اور پاؤں پر حرمل (یا اذخر) گھاس ڈال دو (مستدرک حاکم، رقم ۲۵۵۸)۔ آپ نے فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں (مستدرک حاکم، رقم ۴۸۸۵)۔ حاضرین صحابہ اس بات پر رو دیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کے چچا کے کفن کے لیے ایک کپڑا نہ مل سکا۔اسی اثنا میں حضرت صفیہ اپنے بھائی کی تکفین کے لیے دو چادریں لے آئیں، ان میں سے ایک حضرت حمزہ کو اور دوسری ایک انصاری کو دے دی گئی جن کی تکفین کے لیے کوئی کپڑا نہ تھا (مسند احمد، رقم ۱۴۱۸)۔کچھ اصحاب اپنے پیاروں کی میتیں مدینہ لے گئے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں واپس لانے کا حکم دیا۔آپ نے فرمایا: شہدا کو ان کے مقام شہادت پر لے آؤ۔

مدینہ واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے قبائل بنوعبدالاشہل اور ظفر کے گھروں کے سامنے سے گزرے تو آہ و بکا اور بین کی آوازیں سنیں۔آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے اور فرمایا: حمزہ پر رونے والی کوئی نہیں (مسند احمد، رقم ۵۶۶۶)۔حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن حضیر بنوعبدالاشہل کے گھر گئے اور عورتوں سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جا کر آپ کے چچا کے لیے بھی روؤ اور ان کا افسوس کرو۔حضرت کعب بن مالک نے کہا:

صفية قومي ولا تعجزي　　و بكي النساء على حمزة

''اے صفیہ، اٹھ جائیں، کمزوری نہ دکھائیں اور عورتوں کو حمزہ پر رلا دیں۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

رات کے وقت آپ نیند سے بیدار ہوئے تو (حضرت حمزہ کے لیے) عورتوں کے رونے دھونے کی آواز سنی۔ آپ گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے، تم رات بھر روتی رہی ہو، میں یہ نہ چاہتا تھا۔تم نے اپنی طرف سے ہمدردی اور افسوس ظاہر کر دیا ہے۔جاؤ اور آیندہ کسی جانے والے پر مت رونا (ابن ماجہ، رقم ۱۵۹۱۔مسند احمد، رقم ۵۵۶۳۔مستدرک حاکم، رقم ۴۸۸۳)۔اگلے روز آپ منبر پر بیٹھے اور نوحہ خوانی سے سختی سے منع کر دیا۔اس کے باوجود انصار میں مدت تک یہ طریقہ رہا کہ اپنی میت پر رونے سے حضرت حمزہ کا گریہ کرتے (مسند احمد، رقم ۴۹۸۴)۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنگ احد میں تمھارے بھائی شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں میں منتقل کر دیا۔وہ جنت کی نہروں پر جا کر پھل میوے کھاتے ہیں اور عرش الٰہی کے سائے میں لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔انھوں نے کھانے، پینے اور قیام کی لذتیں پائیں تو کہا: کون ہمارے بھائیوں کو بتائے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور کھا پی رہے ہیں تاکہ وہ جہاد سے جی نہ چرائیں اور جنگ میں بزدلی نہ دکھائیں۔اللہ نے فرمایا: میں خود بتاؤں گا۔چنانچہ یہ ارشاد نازل ہوا: 'وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ' (ال عمران ۳:۱۶۹)، اور تم ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، مردہ ہرگز نہ سمجھنا۔وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، کھا پی رہے ہیں (ابو داؤد، رقم ۲۵۲۰۔ مستدرک حاکم، رقم ۳۴۵۷)۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال وادی احد جاتے اور گھاٹی کے کنارے پر کھڑے ہو کر دعا

فرماتے: اے شہدا، تمھارے صبر کرنے کی وجہ سے تم پر سلام۔ خوب ہو تمھارا آخرت کا گھر۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان نے بھی اسی سنت پر برابر عمل کیا۔ سیدہ فاطمہ ہر جمعہ کے دن حضرت حمزہ کی قبر پر جا کر جھاڑ پونچھ کرتیں اور ان کے لیے دعا کرتیں (مستدرک حاکم، رقم ۱۳۹۶)۔

حضرت حمزہ کی ازواج اور ان کی اولاد: ملّہ بن مالک انصار اوس (یا بنوسلیم) سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی بیٹی جن کا نام ہمیں معلوم نہیں ہو سکا، حضرت حمزہ کے نکاح میں آئیں اور حضرت یعلیٰ، حضرت بکر اور حضرت عامر پیدا ہوئے۔ بنوثعلبہ (بنونجار: بلاذری) کی حضرت خولہ بنت قیس انصاریہ سے حضرت عمارہ بن حمزہ کی ولادت ہوئی، انھی سے حضرت حمزہ کنیت کرتے تھے۔ حضرت اسماء بنت عمیس کی بہن حضرت سلمیٰ بنت عمیس خثعمیہ کی حضرت حمزہ سے شادی مکہ میں ہو چکی تھی۔ ان سے حضرت امامہ بنت حمزہ کی پیدایش ہوئی۔ یہ وہی امامہ ہیں کہ حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد ان کی تولیت کے لیے حضرت علی، حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ میں نزاع ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ان کی خالہ حضرت اسماء بنت عمیس کے سپرد فرما دیا جو حضرت جعفر بن ابوطالب کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت یعلیٰ بن حمزہ کی اولاد عمارہ، فضل، زبیر، عقیل اور محمد ہوئے، تمام فوت ہو گئے اور ان کی نسل آگے نہ چل سکی۔

مرثد بن ابومرثد غنوی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف تھے۔

حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنے چچا حمزہ کی بیٹی سے شادی کیوں نہیں کر لیتے، وہ خوب رو ہے۔ آپ نے فرمایا: تمھیں معلوم نہیں، حمزہ میرے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ نسب کی بنا پر محرم قرار پانے والے سارے رشتے دودھ پلائی کی وجہ سے بھی حرام ٹھیرتے ہیں۔ مسلم کی روایت ۳۵۷۵ کے مطابق یہی سوال ام المومنین ام سلمہ نے بھی کیا۔

قبر کشائی: حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں، حضرت معاویہ نے اپنے عہد حکومت میں احد میں نہر نکالنے کا فیصلہ کیا۔ انھیں بتایا گیا کہ اسے شہدا کی قبروں کے اوپر ہی جاری کیا جا سکتا ہے تو انھوں نے قبریں کھودنے کی اجازت دے دی۔ صحابہ کی میتیں دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے نکالی گئیں تو دیکھنے والے لوگوں کو ایسے لگا جیسے وہ سو رہے ہیں۔ حضرت حمزہ کے پاؤں کو کدال لگی تو اس میں سے خون بہ نکلا۔

حضرت حمزہ کی اہلیہ حضرت خولہ بنت قیس بن قہد بتاتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ سے ملنے آئے۔ دنیا کی باتیں کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: دنیا شاداب اور شیریں ہے۔ جس نے اسے حق کے ساتھ حاصل کیا، اسے برکت دی جاتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے مال میں ہاتھ مارنے والے بہت سے ایسے ہوں گے جنھیں

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

روز قیامت جب وہ اللہ کا سامنا کریں گے، دوزخ نصیب ہو گی (مسند احمد، رقم ۲۷۰۵۴)۔ حضرت حمزہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تلقین فرمائی کہ اس دعا کو لازم کر لو: 'اللّٰہم إني أسئلك باسمك الأعظم و رضوانك الأكبر'، اے اللہ، میں تیرے بڑے نام اور تیری رضوان عظیم کے واسطے سے سوال کرتا ہوں (المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۲۹۵۹)۔ ایک دفعہ حضرت حمزہ اور حضرت علی نے اکٹھے غسل کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے کیسے غسل کیا؟ انھوں نے بتایا: ہم نے کپڑا ڈال کر ایک دوسرے کا ستر کر لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتے تو میں تم دونوں کے ستر کا خیال کرتا (مستدرک حاکم، رقم ۴۸۷۹)۔ ایک آدمی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نام رکھنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: حمزہ نام رکھو جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے (مستدرک حاکم، رقم ۴۸۸۸)۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ سے پہلے ہر نبی کو سات معزز رفقا دیے گئے تھے، جب کہ مجھے چودہ رفقا (یا نقبا، سات قریش سے اور سات باقی مہاجرین میں سے) کی معیت حاصل ہے۔ حضرت علی سے پوچھا گیا: وہ کون ہیں؟ فرمایا: میں (علی)، میرے دونوں بیٹے (حسن و حسین)، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، مقداد، ابوذر، عمار، اور عبداللہ بن مسعود'' (ترمذی، رقم ۳۷۸۵)۔ مسند احمد کی روایت ۱۲۶۳ میں مصعب کے بجاے حذیفہ کا ذکر ہے۔ حضرت حمزہ نے عرض کیا: یارسول اللہ، مجھے کوئی ذمہ داری دے دیں جس پر میں اپنی زندگی گزار لوں۔ آپ نے فرمایا: حمزہ، آپ اپنے نفس کو زندہ رکھ کر خوش ہوں گے یا اسے مارنا آپ کو محبوب ہو گا؟ جیتا نفس ہی ہونا چاہیے، جواب ملا۔ فرمایا: اپنی ہستی سے چپکے رہو (مسند احمد، رقم ۶۶۳۹)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت حمزہ مدینہ آئے تو بنونجار کی حضرت خولہ بنت قیس سے شادی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چچی حضرت خولہ کے گھر جاتے تو وہ آپ سے سوالات کرتیں۔ ایک دن آپ ان کے ہاں گئے تو حضرت حمزہ گھر میں نہ تھے۔ حضرت خولہ نے کہا: وہ بنونجار کی کسی تنگ گلی میں آپ ہی کی طرف جا رہے ہوں گے۔ انھوں نے آپ کو کھجور، ستو اور گھی سے بنا ہوا حلوہ پیش کیا اور کہا: میں نے سنا ہے کہ روز قیامت آپ کو اس طرح کا ایسا حوض ملے گا۔ آپ نے فرمایا: ہاں، حوض کوثر کا دامن یاقوت، مونگوں، زمرد اور موتیوں سے لبریز ہو گا۔ اس کی پیمایش ایلہ سے مکہ اور مکہ سے صنعا تک ہو گی۔ مجھے بہت خواہش ہے کہ آپ کی قوم اس سے سیراب ہو (مسند احمد، رقم ۲۷۳۱۶)۔

داستان امیر حمزہ: ایران کے صوبہ سیستان کے باغی لیڈر حمزہ بن عبداللہ (۱۹۷ھ، ۷۹۶ء) کی زندگی پر لکھی گئی نایاب کتاب 'قصہ مغازی حمزہ' کو سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کی زندگی سے خلط ملط کر دیا گیا ہے۔ 'حمزہ نامہ'، 'داستان

امیر حمزہ‘،’Adventures of Amir Hamza‘ میں بہادروں اور شیطانوں سے وہ لڑائیاں ملتی ہیں اور ان رومانوی قصوں کا تذکرہ ہے جو ایک صحابی رسول کے لائق نہیں۔ اس داستان کا ہیرو ایران، ہندوستان اور برما کے ان علاقوں کا سفر کرتا ہے جو حضرت حمزہ نے دیکھے بھی نہ تھے۔ یہ مغل بادشاہ اکبر کی بدعات میں سے ایک ہے۔ اس نے قصے کہانیاں سننے کے لیے اس fiction کو خوب فروغ دیا۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، دلائل النبوۃ (بیہقی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلا (ذہبی)، الاصابہ فی تمییز الصحابہ (ابن حجر)، محمد رسول اللہ (محمد رضا)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مضمون نگار: G M Meredith Owens)۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com